

افادات حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ترتیب و تشریح: مولانا عبدالحمید سواتی، نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

اسلام میں حلال و حرام کا شرعی فلسفہ

”ادارہ تحقیقات“ نے مشینی اور بلائیکیر دسمیرہ ذبیحہ کے حلال ہونے کے بارے میں فتویٰ دیا ہے۔
 — شریعت اسلامیہ نے بعض چیزیں حلال قرار دی ہیں اور بعض حرام۔ مذکورہ ذبیحہ بھی دوسری
 قسم میں داخل ہے۔ پیش نظر مضمون میں امام اہل حکمت ماہر اسرار شریعت فیلسوف اسلام حضرت
 شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم کے بلند پایہ افادات کی روشنی میں اسلام میں حلال و حرام کے شرعی فلسفہ
 سے بحث کی گئی ہے، اور اس انداز سے کہ مذکورہ ذبیحہ کے بارے میں ادارہ تحقیقات کے شبہات
 کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور دین فطرت اسلام کا فلسفہ حلالیت و حرمت بھی نکھر کر سامنے آ جاتا
 ہے۔ ہم حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سواتی (جنہیں ولی اللہی علوم سے خاص شغف ہے) کے
 نہایت شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی تشریح و تبہیل سے قارئین الحق کو اس موضوع پر امام ولی اللہ
 دہلوی کی تصنیف حجت البائعہ کے گویا پورے ایک باب سے روشناس کرایا۔ —



کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو انسان حقیقی
 سعادت سے کبھی ہنگامہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ چار اخلاق طہارت، انہیات، سماعت، عدالت
 کی تکمیل نہ کرے اور ان چاروں بنیادی اخلاق کو اپنی اعتقادی اور عملی زندگی میں اپنانے سے۔ اور انسان کی
 شقاوت و بدبختی ان چار گانہ اخلاق کی تضاد میں منحصر ہے۔ انسان کی روحانی صحت کی جفائیت اور
 امراض نفسانیہ سے شفا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ان اخلاق کے اسباب، اور
 جو چیزیں ان کو پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ ان کے متعلق تفتیش کرے اور یہ معلوم کرے کہ کونسی چیزیں انسان
 کے روحانی مزاج میں تغیر و تبدل پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہیں، جن کی وجہ سے یا تو انسان ابدی سعادت
 حاصل کر لیتا ہے، یا پھر اس کے انجام میں دائمی بدبختی اور شقاوت ہوتی ہے۔ بعض افعال و اعمال ایسے

ہیں جن کے اثرات انسان کے نفس ناطقہ کے ساتھ چمٹ کر اسکی گہرائیوں میں سرایت کر جاتے ہیں۔ بعض افعال ایسے ہیں جن کے ارتکاب سے انسان کو ملائکہ سے بُعد ہو جاتا ہے اور اس کے درمیان اور شیاطین کے درمیان اتصال اور قربی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ نفس انانی جب ایسے اعمال سے متصف ہو جاتا ہے۔ اور ان اعمال کے ساتھ تلبس اختیار کرتا ہے۔ تو وہ انسان کے جوہر نفس میں پیوست ہو جاتے ہیں اور انسان میں رذیل اور کینہ ہنیتیں اور خسیس شکلیں پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر انسان کو ایک طرف ملائکہ سے دوری، بعد، اور شیاطین سے قرب و مشابہت حاصل ہو جاتی ہے تو دوسری طرف اخلاق فاضلہ صالحہ کی اصدا و یعنی اخلاق رذیلہ انسانوں کے نفوس میں پختہ ہو جاتے ہیں۔ خواہ انسانوں کو اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ غیر شعوری طور پر یہ باتیں انسانوں میں راسخ ہو کر فساد پیدا کر دیتی ہیں۔ اور جو لوگ بہیمی الواث (جانوروں جیسی خصلتوں اور آلودگیوں) سے اپنے آپ کو دور کر چکے ہیں۔ اور جنہیں روحانی پاکیزگی حاصل ہے، ایسے نفوس حنیۃ القدس (SANCTORUM PERMAGNUM) سے ان اعمال و افعال کے بارہ میں نفرت و کراہت کا احساس بالکل اسی طرح کرتے ہیں۔ جیسا کہ کڑوی کھلی اور بد مزہ اشیاء کے کھانے سے انسان کی طبیعت میں ان کے متعلق کراہت اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی مہربانی کا اقتضاء یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے توسط سے ایسے تمام امور سے آگاہ کر دے جو انسان کی شقاوت کا باعث ہوں۔ اور ان کے اختیار کرنے سے ان کو منع کر دے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا یہ اصول اور بنیادی ضابطہ ہے کہ جب کسی چیز کا حکم دیا جاتا ہے یا کسی چیز سے منع کیا جاتا ہے تو ضروری بات ہے کہ اس چیز کو ایسے معین قاعدے اور ضابطوں میں لایا جائے۔ کہ اس کے اثرات لوگوں پر واضح ہوں۔ اور کسی قسم کا خفا اور اشتباہ اس میں نہ رہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان الحلال بین و ان المحرام بدین۔ یہ کہ بیشک حلال بالکل واضح اور کھلا ہے۔ اور حرام بھی واضح ہے۔۔۔ و بینھما مشتبہات لا یعلمون کثیر من الناس فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه (مسلم مع ۲۶) اور ان (حلال و حرام) کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے جو ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا۔ تو اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا۔

ظاہر ہے کہ کھانے، پینے، لباس و اخلاق میں اعتقاد و فروعات میں اور معاملات و سیاسیات وغیرہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال و حرام کو بالکل واضح کر دیا ہے۔ جو آدمی حلال و حرام کو معلوم کرنا چاہے تو وہ اس کے بارہ میں بھی ناکام نہیں رہ سکتا۔ حلال بالکل

وامنع ہے۔ مثلاً روٹی، پھل، شہد، تیل، گھی، ماکول اللحم جانوروں کا دودھ، انڈا، مچھلی اور دوسری ماکول اشیاء وغیرہ۔ اسی طرح مکینا، سننا، چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا وغیرہ تصرفات ان کے حلال ہونے میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں۔ اسی طرح حرام مثلاً کفر، شرک، بت پرستی، شراب، خنزیر، مردہ، بول و براز، دم مسفوح، زنا، جھوٹ، غیبت، رشوت، سود، غصب، خیانت، چوری، ڈاکہ قتل ناحق وغیرہ خاص عام پر ان کا حرام ہونا واضح ہے۔ اس میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں، البتہ بعض چیزیں ایسی ہیں جن کو عام لوگ نہیں جانتے۔ علماء اور مجتہدین دلائل شرعیہ میں غور و خوض کے بعد ان کا حکم ظاہر کرتے ہیں۔

کھانسنے پینے کی اشیاء میں حرمت کا بیان اور ان کا شرعی فلسفہ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ انسان کے جسم اور اخلاق پر اثر ڈالنے والے اسباب میں سب سے زیادہ قوی سبب انسان کی غذا اور خوراک ہے۔ غذا اولاً جسم پر اور اس کے تالیق اندرونی قوتوں پر اور انسانی اخلاق پر بڑا نمایاں اثر ڈالتی ہے، اس لئے لازمی بات ہے کہ تحلیل و تحریم کی تفصیلات بیان کرنا شرعیہ کا لازمی جز قرار پائے۔ جن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے، ان میں سے ایسے جانوروں کا گوشت کھانا بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے جسکی شکل و صورت پر کسی قوم کو نسخ کیا گیا ہو۔ ایسے جانوروں کا گوشت کھانے کا اثر انسانی جسم پر بہت شدید قوی ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کسی مغضوب قوم کی جس پر خدا کی ناراضگی اور اسکی لعنت اور غضب نازل ہوا ہو۔ تو اس قوم کے مزاج میں اس غضب و لعنت کے نتیجے کے طور پر ایسا بڑا تغیر پیدا ہو جاتا ہے کہ اس قوم میں اور قلب سلیم میں بعد المشرقین ہو جاتا ہے۔ اور یہ طے شدہ بات ہے کہ آخرتہ میں کامیابی اور نجات قلب سلیم کی بدولت ہی نصیب ہوگی۔ (یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتى اللہ بقلب سلیم) اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب ایسے شخص کے مزاج میں فطرت سلیمہ اور سلامتی قلب سے انتہائی وجہ کا بعد پیدا کر دیتا ہے۔ چنانچہ ایسا انسان صورت نوعیہ کے حدود و احکام سے باہر نکل جاتا ہے۔ انسانوں کو جن مختلف سڑاؤں میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ نسخ فطرت بھی ہے بلکہ ان سڑاؤں سے یہ سخت ترین سڑا ہے۔ جب انسان فطرت سلیمہ سے باہر نکل جاتا ہے، تو ایسی حالت میں اسکی مشابہت کسی ایسے خبیث حیوان کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے، جس سے انسانی شیع سلیم نفرت کرتی ہے۔ اسکی تعبیر اس قسم کے لحاظ سے کی جاتی ہے کہ نملایں قوم کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کر کے سڑ اور بند بنا دیا۔ حلیۃ القدس اور ملا علی (PORULUS SANCTUS) کے پاک نفوس میں اس کا علم اس شکل میں متض ہوتا ہے کہ وہ انفوس قدسیہ ایسے خبیث حیوانات اور ان لوگوں میں جز مخصوص ہیں۔ اور رحمت سے بعید ہیں۔ ایک مٹنی قسم کی مناسبت جانتے ہیں اور جو آدمی سلیم الطبع ہے اور اپنی فطرت پر باقی ہے۔ اس میں اور

ان میں بہت بُحد سمجھتے ہیں۔ اب ایسے جانوروں کو کھانا اور جیزو بدن بنانا یقیناً نجاست و غلاظت کے کھانے سے بد جہا بُرا ہوگا۔ اور ایسے افعال کے ارتکاب سے جو انسان میں ہوش و غضب کو ابھارتے ہیں، ان سے کہیں زیادہ بدتر ہوگا، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ عزیز کے ترجمان، اور حفیظۃ القدس کی زبان ہیں، یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت نوح علیہ السلام کے بعد سے برابر خنزیر کو حرام قرار دیتے رہے ہیں۔ اور اس سے وعدہ پہنے کی تلقین فرماتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں زمین پر نازل ہوں گے تو وہ خنزیر کو قتل کریں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والذی نفسی بیدہ لیوشکن۔ کہ قریب ہے وہ زمانہ بھی آنے والا ہے، جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان نازل ہوں گے۔ ان ینزلی فیکہ ابن مریم حکماً مقسطاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر (سلم میٹھے) (شریعت محمدیہ کے ساتھ) فیصلہ کرنے والے اور عدل و انصاف کرنے والے بن کر اتریں گے۔ پھر وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

صلیب کو توڑنا اس لئے ہوگا کہ یہ شکار کفر و شرک میں سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلیب کو بت (وشن) کے ساتھ تعمیر فرمایا ہے۔ اور تذلیل شکار شرک و کفر ایک اہم اصول ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے بچھڑے کو ہلا کر اسکی راکھ بھی سمندر میں پھینکا وہی — اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑ پھوڑ کر وہاں سے دور کر دیا۔ اور جیسا کہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریرؓ سے فرمایا کہ مجھ کو ذمی الخلفہ سے راحت پہنچاؤ جس کو مشرک کعبہ یمانیہ کہتے تھے۔ اور اسکا طواف کرتے تھے۔ حضرت جریرؓ ایک سو پچاس سواروں کی جماعت کو لے کر گئے۔ اور ذالخلفہ کو ہلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس بشارت پہنچ دی۔ اور صلیب کو توڑنے میں نصاریٰ کی تذلیل بھی مقصود ہوگی۔ کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک بانٹن غلط اور باطل عقیدہ کو رواج دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام العیاذ باللہ صلیب پر لٹکا دئے گئے، حالانکہ یہ واقع کے بانٹن خلاف ہے، عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب نصاریٰ کے ساتھ آسمانوں کی طرف اٹھالیا اور دوبارہ نصاریٰ کی تذلیل کی خاطر اللہ تعالیٰ ان کو نازل فرمائے گا۔ اور خنزیر کو قتل کرنا اس لئے ہوگا کہ نصاریٰ نے تمام آسمانی شرائع اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے برخلاف خنزیر کو حلال سمجھ کر کھایا، اور ایک ایسے ناپاک جانور کو جو تمام ملتوں میں حرام تھا۔ پاک و متبرک سمجھ کر کھاتے رہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے تاکہ عیسائیوں کی خوب تذلیل ہو۔

علاوہ ازیں خنزیر چونکہ نجاست اور غلاط کھانے والا جانور ہے۔ اس کا اثر بھی انسانی روت پر پڑتا ہے اور خنزیر میں ایک ایسی خصلت بھی پائی جاتی ہے، جو فطرت انسانیت کے بالکل خلاف ہے۔ اور وہ خصلت ہے موطوءہ جس میں اشتراک کوئی جانور بھی اس کو برداشت نہیں کرتا۔ چنانچہ جب کوئی جانور مادہ سے جفتی کھاتا تو دوسرے نر کو بھگا دیتا ہے تب سختی کھاتا ہے۔ یہ بے حیائی اور بے غیرتی کی خصلت صرف خنزیر میں پائی جاتی ہے، چنانچہ جو قومیں خنزیر کا گوشت کھاتی ہیں، ان میں بے حیائی کمال درجہ کی پائی جاتی ہے۔ غیرت کی جس بالکل ان میں مفقود ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات کا بھی امر کان ہے کہ گذشتہ قوموں میں کسی قوم نے خنزیر کو کھایا ہو۔ اس نے انبیاء علیہم السلام کی شرافت نے اس کا گوشت کھانے سے منع کر دیا۔ اور اس کو ترک کرنے کا حکم دیا، اور بندر اور چڑھوں کا کھانا سابقہ قوموں میں مروج نہیں تھا۔ اس لئے ان کے بارہ میں عرف منع کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور زیادہ تاکید کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ سلیم الطبع لوگ اپنی سلامت طبع کے ساتھ ان سے متفر ہوں گے۔

چڑھوں کو موزی جانوروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ————— امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتل خمس ذوات فی المحل والحرم الخراب والحداء، العقرب والغار والکلب العقور (متفق)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ پانچ موزی جانوروں کو مل اور حرم سب جگہوں میں قتل کرو، کوا، بیل، بچھو، اور باؤ لاکتا۔

ظاہر ہے کہ ایسے موزی جانوروں کے کھانے سے انسانی طبع پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ اور بندر کے بارہ میں بھی یہ بات ہے کہ جس طرح خنزیر میں ایک فطرت کے خلاف خصلت پائی جاتی ہے اسی طرح بندر میں بھی ایک نہایت ہی بُری خصلت جو فطرت کے خلاف ہے، پائی جاتی ہے۔ اور وہ خصلت ہے ہم جنس سے متعلق کرنا۔ کسی جانور میں بندر کے علاوہ یہ بُری خصلت مشاہدہ میں نہیں آئی۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منصب (گود، سوسمار)

کے بارہ میں موجود ہے، کہ نبی اسرائیل کے ایک قبیلہ پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور ان کو زمین پر چلنے پھرنے والے بعض جانوروں کی شکل و صورت میں مسخ کر دیا گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں شاید یہ گود بھی انہی جانوروں میں سے ہو اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی قرآن پاک میں ہے : وجعل منہم القرود والخنازیر وعبد الطاغوت۔ (المائدہ) کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کی صورتیں مسخ کر کے ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔ اور ایسے کہ انہوں نے شیطان کی پرستش کی۔ ————— اور اسی کے مطابق وہ بات بھی ہے کہ

جس جگہ واقع ہوا ہو یا کسی قوم کو سزا دی گئی ہو تو ایسی جگہ ٹھہرنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ اور ایسے مقام میں قیام کرنے کو مکروہ سمجھا ہے۔ اور اس سے منع فرمایا ہے، اسی طرح ایسے لوگ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے ان کی وضع قطع اور ہئیات کے ساتھ تلبس اختیار کرنا یا ان جیسی حرکات و سکنات اختیار کرنے پر بھی آپ نے کراہت کا اظہار فرمایا۔ ان چیزوں کے ساتھ تعلق سے کم نہیں بلکہ تاثر میں اس سے زیادہ ہی ہے۔ اور اسی طرح ان ہئیتوں کو اختیار کرنا جن کو شیطان مزاج چاہتا ہے، یہ بھی زیادہ مضرب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ ان کے بعد دوسرے درجہ میں ان جانوروں کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ جو ایسے اخلاق پر پیدا کئے گئے ہیں جو ان اخلاق کے بالکل خلاف اور ضد واقع ہوتے ہیں جو اخلاق انسانوں سے مطلوب ہیں اور یہ جانور ایسے ہوتے ہیں کہ ضرورت کے وقت بھی انسان ان سے دور بھاگتے ہیں۔ اور ان کے اخلاق مضادہ کی وجہ سے وہ ضرب المثل ہوتے ہیں اور سلیم طبع لوگ ایسے جانوروں کو خبیث اور گندہ خیال کرتے ہیں۔ اور ان کے گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور ایسے جانوروں کا گوشت کھانا بھی اکل تخریر کے قریب قریب ہے۔ البتہ کچھ اقوام ایسی بھی ہیں جو ان جانوروں کا گوشت کھانا مکروہ نہیں خیال کرتے۔ لیکن ایسے لوگوں کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ ان کے مزاج بھی طبع سلیم کی ضد اور عام اقتضاء انسانی کے خلاف واقع ہوتے ہیں۔ اور جو فطرت کے خلاف ہوا کو درخور اعتناء نہیں سمجھنا چاہئے۔ لہذا ایسے لوگ قابل التفات نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ ایسے حیوانات جن میں یہ اوصاف نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں۔ اور جن کے کھانے سے عرب و عجم کے لوگ نفرت کرتے ہیں وہ کئی قسم کے جانور ہیں۔

۱۔ وہ درندہ جانور جو پیدائش کے طور پر ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے شکار کو پہنچے سے نوچ کر کھاتے ہیں جن کی پیدائش اور خلقت میں توحنا، زخمی کرنا، حملہ آور ہونا اور سنگدلی اور تساوت قلبی پائی جاتی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیر ٹیٹے کے متعلق فرمایا کہ کیا اسے بھی کوئی کھاتا ہے؟

۲۔ وہ جانور جنکی پیدائش اور جبلت ہی ایسی ہوتی ہے۔ جو انسانوں کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ اور ان سے چھپٹ کر چیزوں کو لے بھاگتے ہیں، اور موقع کے منتظر رہتے ہیں کہ ان سے چھین چھپٹ کر چیزوں کو لے جائیں۔ ایسے جانور القادسیہ شیطانی کہتے ہیں اور سورسہ شیطانی کا تبار کرتے ہیں۔ جیسا کہ چیل، کورکرے (چھپکلی)، مکھیاں، سانپ، بچھو اور اس قسم کے دوسرے جانور۔

۳۔ ایسے جانور جنکی پیدائش ذات اور حقارت پر کی گئی ہے۔ جو عموماً سوراخوں اور بیلوں میں گھس کر

پچھے رہتے ہیں، جیسا کہ جو ہے اور دیگر حشرات الارض۔

۴۔ ایسے جانور جن کا زندگی بسر کرنا خورداک نجاسات اور مردار کھانے پر ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ گندگیوں سے آلودگی اور غلاظتوں سے تلبس ہوتا ہے جتنی کہ ان کے ابدان گندگی اور بدبو سے بھر جاتے ہیں۔ منجملہ اس قسم کے جانوروں میں سے ایک گدھا بھی ہے۔ جو بیوقوفی، حماقت، رذالت، اور بے حیائی میں ضرب المثل ہے۔ اہل عرب میں سے بہت سے سلیم الطبع لوگ اس سے نفرت کرتے تھے اور اس کا گوشت کھانے کو حرام سمجھتے تھے۔ اور یہ گدھا شیاطین کے ساتھ بعض اوصاف میں مشابہت رکھتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ جب تم گدھے کی آواز سنو تو بارگاہِ انہی میں شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر چلتا اور بیگتا ہے (بالفاظ دیگر جب شیطان کو دیکھتا ہے تو اپنا قومی ترانہ بلند کر دیتا ہے)۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اطباء کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ مذکورۃ الصدر تمام جانور ایسے ہیں کہ ان کا مزاج نوع انسانی کے مزاج کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے طبی لحاظ (BY THE VIEW OF MEDICAL SCIENCE) سے بھی ان کا گوشت کھانسی طرح روا نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ تحلیل و تحریم کے مسائل میں بعض امور ایسے ہیں جن کو ضبط میں لانا اور انکی تحدید و تعیین ضروری ہے، اور ان میں جو ابہام و اشکال ہے، اس کا ازالہ کرنا لازمی ہے۔

ما أَجَلَ لغيرِ الله به کی حرمت کا فلسفہ | یعنی نذیر اللہ کی حرمت اور اسکی حکمت۔
حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: کئی باتیں ایسی ہیں جن کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً
۱۔ ایک بات یہ ہے کہ شرک لوگ اپنے معبودان باطلہ اور طواغیت کیلئے جانور ذبح کرتے تھے، اور ان کا تقرب حاصل کرتے تھے، اس لئے ان کے نام پر نامزد کر کے ذبح کرتے تھے۔ اور اس سے غرض ان معبودان باطلہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا تھا۔ یہ فعل قطعی شرک ہے۔ اس لئے حکمتِ الہیہ کا تقاضا یہ ہوا کہ اس قسم کے شرک سے منع کیا جائے اور شرک کی اس صورت کو مٹا دیا جائے۔ چنانچہ اس قسم کے ذبیحہ کو منوع اور حرام قرار دیا گیا اور بڑی موکد نہی کی شکل میں ایسے جانوروں کا گوشت کھانا حرام اور ناجائز ٹھہرایا گیا۔ تاکہ یہ شرک یہ فعل ختم ہو جاتے، اس ذبیحہ کے حرام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس فعل (ذبح غیر اللہ) کی تابحت مذکور جانور میں سرایت کر جاتی ہے، جیسا کہ صدقہ کے باب میں اس کا فلسفہ ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر صدقہ کیوں ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ آپ نے خود اسکی علت بیان فرمائی ہے۔ (انما ہی اوساخ الناس) صدقات ایک قسم کا میل مکمل

ہے۔ اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد کیلئے جائز نہیں۔
و ایک صورت یہ ہے کہ جس کو ماہلہ لغیر اللہ سے بیان کیا گیا ہے۔

بے۔ دوسری صورت ما ذبح علی النصب سے متعلق کی گئی ہے۔

ج تیسری صورت میں ذبیحہ کی حرمت کا موجب اس بات کو قرار دیا گیا ہے کہ کوئی ایسا شخص ذبح کرے جو اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے نام پر ذبح کرنے کو حرام نہیں سمجھتا، یعنی ایسا شخص ذبح کرے جو یہ مسلمان ہو اور ذہل کتاب میں سے ہو تو ایسے شخص کا ذبیحہ بھی حرام ہے۔

ذبیحہ کے حلال ہونے کیلئے مزدوری ہے کہ ذبح کرنے والا شخص ذبح کا اہل ہو۔ مسلمان تو اس لئے اس کے اہل ہیں کہ عملاً و اعتقاداً ترجیح کو مانتے ہیں، اور اہل کتاب بھی توحید کے دعویدار ہیں۔ اس لئے وہ بھی ذبح کے اہل ہوئے۔ ان کے علاوہ کوئی آدمی کافر، مشرک، مجوسی، دہریہ، مرتد وغیرہ بھی اگر ذبح کرے گا تو وہ ذبح کا اہل نہیں اس کا ذبح کیا ہوا جانور مردار ہوگا۔ اس کا کھانا حلال نہیں۔ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا واجب ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: وجہ ذلک ان یرحب ذکر اللہ عند الذبح لانه لا یحقق الغفران بین الحلال والحرام بادی المرء الا عند ذلک۔ (حجۃ اللہ الباقیہ) اس لئے یہ چیز اس کا موجب ہوئی کہ ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا (بسم اللہ اکبر کہنا) ضروری اور واجب قرار دیا جائے کیونکہ عین ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے ہی ظاہری طور پر حلال و حرام کے درمیان فرق و امتیاز ہو سکتا ہے یعنی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا وہ حلال ہوگا۔ اور جس پر عمداً اللہ تعالیٰ کا نام نیا گیا وہ حرام ٹھہرا۔

ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جب حکمت الہی کا تقاضا ہوا کہ بعض حیوانات لوگوں کے لئے حلال قرار دئے گئے اور یہ حیوانات بھی زندگی رکھنے میں انسانوں کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے انسانوں کو ان حیوانات پر تسلط اور قبضہ دے دیا ہے، تو اس چیز نے اس بات کو واجب اور لازم قرار دیا کہ لوگ اس نعمت کے شکر یہ سے غافل نہ ہوں۔ جب یہ ان جانوروں کی بدولت کو ان کے جسم سے جدا کرتے ہیں اور یہ شکر یہ اس شکل میں ادا ہو سکتا ہے کہ ان کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیں، جیسا کہ سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لیسذکروا سم اللہ علی ما رزقتم من بہیمۃ الانعما تاکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا نام لیں ان مویشیوں پر (یعنی ان کے ذبح کے وقت) جو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو عطا فرمائے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ اپنی معرکہ الآراء کتاب الخیر الکثیر کے آٹھویں خزانہ میں ذبح کے مسئلہ کی

حقیقت سمجھاتے ہیں۔ اور اس میں جو عین راز ہے اسے بیان فرماتے ہیں۔ ذبح کا راز سمجھنے کیلئے تمہیں معلوم کر لینا چاہئے کہ حمد کی حقیقت یہ ہے کہ امکانی ضرورت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو جو برتری نفس الامر میں حاصل ہے، تم اپنے ارادہ سے اس کا اعتراف کرو یہ اعتراف تمہارے صحیفہ اعمال میں ثبت ہوگا۔ اور معاد میں تمہارے لئے نافع ہوگا۔ اس اعتراف کے اظہار کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ یا قول سے ہوگا اور اس کا راز تمہیں معلوم ہے کہ قول ارتقاء نفس الامر کا ایک شعبہ ہے۔ اور جملہ امور کا اظہار اس کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔
ب۔ یا یہ اظہار تعظیم ہوگا، اور اس طریقہ پر ہوگا کہ تم اپنے قلب اور قالب دونوں کو خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کیلئے مخصوص کر دو۔

ج۔ یا یہ فعل سے ہوگا۔ اور وہ ذبح ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے ارادہ سے مذبح کی روح کو اس ذات اقدس کی بارگاہ میں پیش کرتے ہو جس کا قرب حاصل کرنے کیلئے تم نے یہ ذبح کی ہے۔ اور اس روح کو تم نفس غصری سے رہا کرتے ہو اور یہ عمل حقیقت ابراہیم کے ساتھ مختص ہے۔ اسی لئے وہ اس کے امام و نمونہ قرار پائے اور ابراہیم علیہ السلام نے یہ عمل چونکہ دسویں ذی الحجہ کو انجام دیا تھا اس لئے ہمارے لئے بھی اس دن کی تعیین کی گئی، پہلے پر ایک بہت گہرا اور عین راز ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ذبح ازباق (اخراج) روح کو کہتے ہیں۔ اس میں روح کی صورت بھی شامل ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ روح کا ایک مستقل عالم (عالم ارواح) ہے، اس لئے اس کا معنی یہ ہوا کہ تم نے تمام عالم کے ذریعہ حمد کا حق ادا کیا۔ امور مجرودہ کی تخلیق اور ان کا نشا و ارتقاء اس طرح ہوا ہے۔ کہ ان میں الوہیت کی فروغ ہو گئی ہے۔ اور وہ لوگوں سے اپنی معبودیت کے طالب رہتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک روح چاہتی ہے کہ اس کے لئے ذبح کی جائے۔ لہذا تمہیں چاہئے کہ روح کے اس فریب سے بچو، ورنہ تم اس اللہ تعالیٰ کے منکر ہو جاؤ گے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے اعتقاد و ہجرات درست کئے ہیں۔ اس وجہ سے سب سے بڑا کبیرہ شرک ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے، عبادت میں کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جائے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عقیقہ، ذبح، ذکر وغیرہ یہ سب عبادات میں داخل ہیں۔ اور ایسا کرنا بتقانائے وجاہت حرام قرار دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے مطیع و منقاد ہونا ضروری ہے۔ دین کی بنیاد و اساس یہ ہے کہ انسان سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو شکر کا مستحق نہ سمجھے اور اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی دوسرے کی ایسی تعظیم و خدمت میں ہرگز مشغول نہ ہو جس میں متاہنہ جذبات کا رونا ہوں۔

مردار کی حرمت | ان ضابطوں میں سے ایک یہ ہے کہ مردار تمام مذاہب حقہ اور مل باطلہ

میں حرام ہے۔ اور باب مذاہب حق تو اس کے حرام ہونے پر اس لئے متفق ہیں کہ حظیرۃ القدس سے انہیں منع کیا گیا ہے کہ مردار جانور خبیث و ناپاک ہے، اور خباثت حرام ہے۔ اور اباب ملل باطلہ نے اسکو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ انہوں نے اس بات کو معلوم کر لیا ہے کہ اکثر مردار بمنزلہ ذہر کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے جسم میں ذہریلے جراثیم سرایت کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ مرنے کے ساتھ وہ حیثیت کی وجہ سے انسانی مزاج کے خلاف ہوتا ہے۔

مردار اور غیر مردار میں فرق | پھر ضروری ہے کہ مردار اور غیر مردار میں فرق واضح کیا جائے چنانچہ شریعت نے اس کے واسطے یہ منابط مقرر کیا ہے۔ کہ جس جانور کی روح اور جان کو اس کے جسم سے کھانے اور خوراک بنانے کیلئے نکالا گیا ہو وہ مردار نہیں ہوگا۔ اس لئے کسی اپنی جگہ سے گر کر مرنے والا جانور اور وہ جانور جس کو کسی دوسرے جانور نے سینگ مار کر ہلاک کر دیا ہو یا جس کو درندوں نے پیر پھاڑ دیا ہو، یہ سب خباثت ہیں اور ان کا گوشت کھانا انسان کیلئے معزرت رساں ہے۔

ذبح اور نحر سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔ | ان اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ اہل عرب اور یہود جانور کو ذبح اور نحر کرتے تھے اور بحوس (آتش پرست) جانوروں کا گلا گھونٹ کر یا پیٹ چاک کر کے ہلاک کرتے تھے۔ تا ناری جانور کے سینے میں سوراخ کر کے اس کے دل کو اچھے سے سکتے رہتے تھے یہاں تک کہ جانور مر جائے۔ یہ سب ظالمانہ طریقے ہیں۔ اور ذبح اور نحر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت متواتر ہے جسکو یہ دونوں فرقے اہل عرب بوجہ ادعائے اتباع ملت خفیہ اور یہودی اختیار کرتے تھے اور یہ سلسلہ دونوں میں متواتر چلا آ رہا تھا۔ اس ذبح اور نحر میں کمی مصلحتیں ہیں مثلاً :-

۱۔ ذبیحہ کو آرام پہنچانے کے نقطہ نظر سے یہ طریقہ روح نکالنے کا آسان ہے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہے کہ اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ اور یہی وجہ ہے کہ ناقص ذبح کو شریطۃ الشیاطین (شیطان پھپھنایا شیطانی ذبح) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی ایسی ذبح جس میں بعض رگیں کاٹیں اور بعض نہ کاٹیں۔ اس سے جانور کی روح بڑی تکلیف سے نکلتی ہے۔ اس لئے اس قسم کی ذبح کو شیطانی عمل کہا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (بنی عن شریطۃ الشیطان)

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ خون ان نجاسات میں سے ہے جس سے لوگ اپنے جسم اور کپڑوں سے اگر لگ جائے تو ان کو دھوتے ہیں۔ اور خون سے ہر طرح اپنے آپ کو اور اپنے لباس کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ذبح کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ذبیحہ کو اس خون سے پاک کیا جائے۔ اور

گلا گھونٹ کر مارنے یا پیٹ چاک کر کے ہلاک کرنے سے جانور پاک ہونے کے بجائے انہیں خون سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ گلا گھونٹنے کی صورت میں تو ظاہر ہے کہ خون باہر نہیں نکلتا۔ پیٹ چاک کرنے کی صورت میں اگرچہ کچھ خون باہر نکلتا ہے لیکن پھر بھی اچھی طرح خون نکلنے نہیں پاتا۔ اس لئے تعظیماً العلم (گوشت کا پاک صاف ہونا) حاصل نہ ہو سکے گی۔ ایسی صورت اضطراری حالت میں اگرچہ قابلِ پروا نہ ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ شکار یا کھد وغیرہ میں گرے ہوئے جانور پر اگر اللہ تعالیٰ کا نام لیکر تیز آگے کے ساتھ زخمی کر دیا جائے تو اس طرح وہ ذبح ہو جائیگا۔ یا مثلاً کوئی جانور جشی ہو کر بھاگ جائے اور قابو میں نہ آئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم اسکی زبان پر بھی اللہ کا نام لیکر زخم کر دو گے تو وہ حلال ہو جائے گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ تو اضطراری حالت ہے۔ اختیاری حالت میں بجز ذبح اور خمر کے اس طریقہ کے جو سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے متواتر چلا آ رہا ہے۔ دوسری کوئی صورت قابلِ قبول نہ ہوگی اور نہ جانور اس طریقہ سے حلال ہو سکے گا۔

ج۔ تیسری بات یہ ہے کہ خمر و ذبح ملت حنیفیہ کے شعائر میں سے ہے جسکی وجہ سے ایک حنیف اور غیر حنیف کے درمیان اس کے ذریعہ فرق واضح کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فتنہ اور دیگر خصائل فطرت جن پر حنفیاء کا رہنما ہوتے ہیں۔ اور جب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خلعت نبوت سے سرفراز فرما کر مخلوق کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا۔ تو آپ کے دین میں اس سنت ابراہیمی (ذبح و خمر) کو جو دین حنیفی کا شعار ہے محفوظ رکھا گیا، دیگر شعائر کی طرح اسکی حفاظت بھی واجب اور لازم ٹھہری۔ اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ پھر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے یہ مزدی تھا کہ آپ ذبح کے مفہوم کو اس طرح واضح فرمادیں کہ اس میں کوئی ابہام و اشتباہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمادی کہ ہر ایسی تیز چیز جو خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اس سے ذبح درست ہے، ماسوا دانت اور ناخن کے۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے۔ اس لئے اس سے ذبح درست نہیں، ایک وجہ اسکی یہ بھی ہے کہ ہڈی خون سے ناپاک ہو جائے گی، اور ہڈی کو ناپاک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ جنات کی خوراک ہے۔ اور ناخن، تو عیشہ کے مشرکین اس سے ذبح کرتے ہیں اس لئے تمہارے لئے یہ روا نہیں۔

ظاہر ہے کہ گلا گھونٹنے اور پیٹ چاک کرنے میں اور خمر و ذبح کے درمیان فرق اسی صورت میں متحقق ہو سکتا ہے کہ ایک تو تیز آگے کی شرط ہو اور دوسرا صلیقہ اور لبہ یعنی سینے کا بالائی حصہ یا گردن کی بڑ اور جڑ سے کے درمیان ذبح لازم قرار دی جائے اس کے سوا دوسری جگہ کا بجز حالت اضطرار کے

اعتبار نہ ہوگا۔

ذکورہ بالا حرمت کی صورتیں وہ ہیں جن سے انسانی (روحانی) صحت کی حفاظت اور علیٰ مصالح کی وجہ سے منع کیا گیا ہے۔ اور وہ چیزیں جن سے جسمانی صحت کی حفاظت مطلوب ہے۔ جیسے زہریلے مواد اور مفرات۔ تو شریعت نے ان سے کچھ زیادہ تعرض نہیں کیا، کیونکہ اکثر لوگ اپنے تجربات سے اور عقل عامہ (COMMON SENSE) سے ان چیزوں کی مضرتوں کو جانتے ہیں۔ اور ان سے بچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

ماکول و مشروب میں حرمت کی تفصیل | حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ تہیدی ضوابط اور اصول تمہارے ذہن نشین ہو گئے۔ تو ہم اب ان ماکولات و مشروبات کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ ان کی دشمنیں ہیں۔
۱۔ مثلاً ایک قسم ایسے جانوروں کی ہے کہ جن کے ممنوع اور حرام ہونے کی وجہ اور علت خود ان جانوروں میں پائی جاتی ہے۔

بہ۔ دوسری قسم ان جانوروں کی ہے جو بذاتہ خود تو ماکول الحکم اور حلال ہیں لیکن ان میں ذبح کی شرط نہیں پائی گئی اس لئے ان کا گوشت کھانا حرام قرار دیا گیا ہے۔
حیوانات کی تقسیم | حیوانات بھی کئی قسم کے ہیں۔ پالتو اور گھریلو جانور میں سے اونٹ، گائے، بیل، بھیڑ، بکری کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اس بارہ میں یوں ہے، اَحَلَّتْ لَكُمْ بِحِمۃِ الْاِنْعَامِ (بائدہ) یعنی تمہارے لئے موشیوں کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ ان کے گوشت حلال ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا گوشت پاکیزہ اور معتدل ہوتا ہے اور انسانی مزاج کے ساتھ موافقت رکھتا ہے۔

گدھا اور گھوڑا ————— آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کی لڑائی میں گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ گھوڑے کو عرب و عجم کے لوگ پاکیزہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک یہ عمدہ قسم کے جانوروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ نیز یہ اپنے بعض اوصاف کے اعتبار سے انسانوں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے بخلاف گدھے کے، کہ یہ حماقت، حیوانی اور حماقت میں ضرب المثل ہوتا ہے۔ اور جب یہ شیطان کو دیکھتا ہے تو چلتا ہے اور اپنی کردہ آواز سے سمع خواشی کرتا ہے۔ اسلام سے پہلے اہل عرب کے پاکیزہ فطرت اور پاک نفس لوگ بھی گدھے کے گوشت کو حرام سمجھتے تھے اور اسکے کھانے سے پرہیز کرتے تھے